www.KitaboSunnat.com

المبحث الثانی

لفظ، معنی میں استعمال کے اعتبار سے

پہلا، حقیقت: ❶

۳۰۰۔ معنی موضوع لہ یا غیر موضوع لہ میں استعمال کے لحاظ سے لفظ کی چار تقسیمات ہیں، حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ ذیل میں ہم ہر ایک پر مختصر کلام کرتے ہیں۔

۳۰۱۔ حقیقت وہ لفظ ہے جو اپنے موضوع لہ میں استعمال کیا گیا ہو۔ یہ حقیقت کبھی لغوی ہوتی ہے اور کبھی شرعی اور کبھی عرفی، حقیقت لغوی، لغت کے واضع کی طرف منسوب ہوتی ہے اور حقیقت شرعی شارع کی طرف اور حقیقت عرفی، عرف خاص یا عام کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

حقیقت لغوی: وہ لفظ ہے جو اپنے موضوع لہ لغوی معنی میں مستعمل ہوتی ہے، جس طرح سورج چاند، ستارے یہ لغت کے اعتبار سے ان روشنی دینے والے اور معروف اجرام فلکی کے بارے میں وضع کیے گئے ہیں۔

حقیقت شرعی: یہ وہ لفظ ہے جو اپنے شرعی معنی میں استعمال کیا گیا ہے، یعنی اس معنی میں جو شرع کی مراد ہے، جس طرح صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ۔ یہ معروف عبادات کے لیے مستعمل ہیں اور زواج، طلاق، خلع یہ بھی ان معانی میں مستعمل ہیں جن کے لیے انہیں وضع کیا گیا ہے۔

حقیقت عرفی: یہ وہ لفظ ہے جو اپنے عرفی معنی میں مستعمل ہو، یعنی اس معنی میں جو عرف عام میں اس لفظ سے مراد لیا جاتا ہے، خواہ یہ عرف عام ہو یا خاص شعبہ والوں کے ہاں یا کوئی خاص نام ہو۔ جیسے گاڑی، عرف عام میں یہ لفظ نقل وحرکت کے ایک ذریعے پر بولا جاتا ہے اور جیسے دابۃ (جانور) یہ چار ٹانگوں والے پر بولا جاتا ہے، یا جیسا کہ وہ اصطلاحی الفاظ ہیں جو کسی خاص شعبہ یا علم میں مستعمل ہوں جیسا کہ علماء لغت کی عرف میں رفع اور نصب کی اصطلاح ہے اور منطق کے علماء کے نزدیک حد اور ماہیہ کی اصطلاح، فقہاء کی اصطلاح میں لفظ فقہ اور علماء قانون کے ہاں انداز، فسخ، اقالۃ وغیرہ ہیں۔

❶ اصول السرخسی: ۱/ ۱۷۰۔ ۱۷۱، منهاج الوصول الی علم الاصول للبیضاوی: ص ۲۔ والمحلاوی: ص ۹۱۔۹۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۲۔ حقیقت کا حکم:

حقیقت کی انواع کا حکم یہ ہے کہ آپس میں مخاطب ہونے والوں کی اصطلاح میں جو لفظ جس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے وہ معنی اس سے ثابت ہوگا جبکہ اس کے ساتھ حکم متعلق ہو اور اس سے اس کی نفی نہ کی جائے اس بنیاد پر جب کسی شخص نے زید کے بیٹے کے لیے ایک ہزار دینار کی وصیت کی تو یہ وصیت کسی اور کے لیے نہیں بلکہ زید کے بیٹے کے لیے ثابت ہوگی، کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ زید کے بیٹے کو یہ کہا جائے کہ یہ اس کا بیٹا نہیں ہے اور اللہ کریم کا فرمان وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ”اور نہ تم قتل کرو نفس کو جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ۔“ اور قتل کا حقیقی معنی ہے انسان کی روح نکالنا۔ نہی کا تعلق اسی حقیقت پر ہے، لہٰذا بغیر حق کے اس کا ارتکاب جائز نہ ہے۔

نیز حقیقت کا حکم یہ بھی ہے کہ اس کا رجحان مجاز پر ہوتا ہے، لہٰذا جب لفظ کو حقیقت پر محمول کرنا ممکن ہو تو مجاز کی بجائے حقیقت کا حکم ثابت ہوگا پس جس نے زید کے بیٹے کیلئے کسی چیز کی وصیت کی تو یہ وصیت زید کے بیٹے کے لیے تو ہوگی مگر اس کے پوتے کے لیے نہیں کیونکہ ولد کا لفظ صلبی بیٹے کے لیے حقیقت ہے اور پوتے کے لیے مجازی ہے۔ لہٰذا یہ لفظ حقیقت پر محمول ہوگا مجاز پر نہیں، کیونکہ جب خود حقیقت پر عمل ہو سکے تو مجاز ساقط ہو جائے گا، کیونکہ یہ اس کا قائم مقام ہے اور قائم مقام اصل سے معارض نہیں ہوسکتا۔

دوسرا، مجاز: [1]

مجاز یہ وہ لفظ ہے جو اس معنی میں مستعمل ہو جس کے لیے اس کی وضع تو نہ ہو مگر اس کا کچھ تعلق ہو اور ایسا قرینہ موجود ہو جو بتا رہا ہو کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں جیسا کہ بہادر شخص کیلئے شیر کا لفظ بولنا، کیونکہ وہ تعلق جو حقیقی اور مستعمل معنی میں ہے وہ شجاعت ہے۔

اور قرینہ سے مقصود وہ مناسب تعلق ہے جو یہ دلالت کر سکے کہ متکلم کی طرف سے یہاں حقیقی معنی مراد نہیں ہے، بلکہ مجازی معنی مراد ہے۔

---

[1] اصول السرخسی: ۱/۱۷۱ ومابعدھا، التلویح علی التوضیح: ص۷۳ ومابعدھا۔ المحلاوی: ص۴۹۷، محاضرات فی اصول الفقه للاستاذ بدر المتولی عبدالباسط: ۲/ ۲۱ ومابعدھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰۴۔ تعلق کی اقسام:

أ۔ مشابہت: کسی معین وصف میں لفظ کے حقیقی اور مستعمل معنی میں اشتراک، جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد پر اہل مدینہ نے کہا تھا طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا، کیونکہ آسمان کے چاند اور رسول کریم ﷺ کے چہرے میں روشنی کا وصف جامع تھا، جس طرح کہ اس قول میں ہے خَالِدٌ اَسَدٌ کیونکہ وہ شجاعت کے وصف میں اس کے ساتھ مشترک ہے، جس طرح کہ ہم ایک دھوکے باز اور سازشی شخص کو لومڑ کہتے ہیں کیونکہ دونوں میں دھوکے بازی کا وصف جامع ہے۔

ب۔ کون: اس کا معنی ہے چیز کا وہ نام لینا جو ماضی میں تھا، جس طرح کہ اس فرمان میں وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ (النسآء: ۲) "اور تم یتیموں کو ان کے اموال دے دو۔" یعنی وہ بالغین اور جوان جو یتیم تھے کیونکہ یتیم، یعنی جس کے بچپن میں اس کے باپ کا انتقال ہو گیا ہو کو مال واپس کرنا تو بلوغت اور رشد کے بعد ہی ہے اس کی دلیل یہ فرمان ہے:

﴿وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ﴾ (النسآ: ٦)

"اور یتیموں کو آزماتے رہو، یہاں تک کہ جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان سے کچھ سمجھداری معلوم کرو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔"

ج۔ الأوّل: یعنی کسی چیز کا وہ نام لینا جو مستقبل میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں جو جناب یوسف علیہ السلام کے صاحب کا بیان ہے جو قید میں تھا جبکہ اس نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا (یوسف: ٣٦) یعنی میں انگور نچوڑ رہا ہوں جو شراب بن جائے گی۔

د۔ استعداد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کا وہ نام رکھا جائے جو اس میں قوت پائی جاتی ہے، یعنی کسی معین اثر کے وقوع سے جیسا کہ اس قول میں اَلسَّمُّ مُمِيْتٌ یعنی اس زہر میں مار دینے کی قوت ہے۔

ھ۔ حلول: ذکر محل کا کیا جائے لیکن حال مراد ہو جیسا کہ اس فرمان میں وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ (یوسف: ٨٢) یعنی بستی والوں سے سوال کیجئے، ذکر محل کا کیا مگر اس میں حال مراد ہے جیسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جَرَى النَّهْرُ ، یعنی اس نہر کا پانی جاری ہوا۔

و۔ جزئیت وعکسها: یعنی جزء بول کر کل مراد لینا اور کل بول کر جزء مراد لینا، پہلے کی مثال یہ فرمان ہے۔ فَكُّ رَقَبَةٍ اور کفارہ ظہار میں فرمایا: فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ دونوں مقامات پر رقبة سے غلام آدمی مراد ہے، اس کو آزاد کرنا مراد ہے، اسی کی مثل یہ فرمان ہے: تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ جزء بول کر کل مراد لیا ہے، یعنی ابولہب مراد ہے۔

دوسرے کی مثال یہ فرمان ہے: يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ (البقرة: ۱۹) یعنی اپنی انگلیوں کے پوروں کو داخل کر لیا۔ بولا کل ہے مگر مراد جزء ہے۔

ز۔ سببیت: اس طرح کہ سبب بول کر مسبب یا مسبب بول کر سبب مراد لینا، پہلے کی مثال یہ ہے فُلَانٌ اَكَلَ دَمَ اَخِيْهِ . ''فلان نے اپنے بھائی کا خون کھایا۔'' اس سے مراد دیت لی ہے، یعنی اس کا قتل دیت کا سبب بنا جس کا بھائی مستحق ہوا۔ دوسرے کی مثال: شوہر اپنی بیوی سے کہے، اِعْتَدِّیْ اس سے اس کی مراد طلاق ہوگی، کیونکہ عدت کا سبب طلاق ہی ہے، بولا مسبب لیکن مراد سبب سے تھی، جس مجاز میں تعلق مشابہت کا ہوا سے استعارہ اور جس میں کوئی اور تعلق ہوا سے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

۳۰۵۔ قرینہ کی اقسام:

وہ قرینہ جو حقیقی معنی مراد لینے سے مانع ہو اس کی چند اقسام ہیں۔

(أ) قرينه حسيه جس طرح قائل کا قول ہے، اَكَلْتُ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ یعنی اس کا پھل مراد ہے کیونکہ حس اس بات سے مانع ہے کہ اصل درخت کھانا مراد ہو۔

(ب) قرينه عادية يا حالية یعنی عادت اور حالیہ حالات کے حساب سے، جبکہ بیوی گھر سے نکلنا چاہے اور خاوند اسے روکنا چاہے تو وہ کہے اِنْ خَرَجْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ، تو اس کو اس وقت نکلنے پر محمول کیا جائے گا کسی اور وقت پر نہیں۔

(ج) قرينه شرعية: جس طرح کہ جھگڑے کی وکالت میں اس کو اس مفہوم پر محمول کیا جائے گا کہ قاضی کے سامنے جواب دینا اور مخالف کے دلائل کی مدافعت کرنا، اس کو مخالف سے جھگڑا اور زیادتی پر محمول نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ شرعاً تو کھیل کا یہ معنی ممنوع ہے، جس طرح کہ عموم کے ان صیغوں میں جو مذکور وارد ہوئے ہیں جیسے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا یعنی مردوں اور عورتوں سب پر محمول ہوگا، کیونکہ شرعاً یہ بات معروف ہے کہ اس حکم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو مکلّف بنایا گیا ہے۔

۳۰۶۔ مجاز کا حکم:

أ: لفظ کے مجازی معنی ثابت کرنا، اور اس کے ساتھ حکم کو متعلق کرنا، جس طرح کہ اس فرمان میں ہے: اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ (النسآء: ۴۳، المآئدۃ: ٦) یہاں غائط سے مراد حدث اصغر ہے، اس جگہ اس کا حقیقی معنی یعنی پست جگہ مراد نہ ہے اور حکم کا تعلق بھی اس سے ہوگا یعنی جب پانی میسر نہ ہو اور نماز کا ارادہ ہو تو تیمّم کر لینا، اسی کی مثل اللہ کریم کا یہ فرمان ہے: اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ یہاں ملامست سے مجازی معنی یعنی وطی مراد ہے، حقیقی معنی یعنی ہاتھ سے مس کرنا مراد نہ ہے۔

(ب) جب حقیقی معنی مراد لینا ممکن ہو تو مجاز کی طرف رجوع نہ کیا جائے گا، یعنی جب کلام حقیقت پر محمول ہو سکتا ہے، تو اس سے حقیقت ہی سمجھی جائے گی کیونکہ حقیقت اصل ہے اور مجاز اس کی فرع اور قائم مقام ہے اور جب تک اصل ممکن رہے فرع یا نائب کی طرف نہ جایا جائے گا، لیکن جب کلام کو حقیقت پر محمول کرنا مشکل ہوگا تب مجاز کی طرف جایا جائے گا کیونکہ کلام کو معنی خیز بنانا اسے مہمل بنانے سے بہتر ہے۔

اس بنیاد پر جب کسی نے زید کے بیٹے کے لیے ہزار دینار کی وصیت کی تو کلام حقیقت پر محمول ہوگا، لہٰذا یہ وصیت زید کے صلبی بیٹے کے لیے ثابت ہوگی، اگر اس کا صلبی بیٹا نہ ہوگا۔ تو پھر دیکھا جائے گا اگر اس کا پوتا ہو تو یہ وصیت اس کے لیے ثابت ہوگی کیونکہ لفظ ولد کا مجازی معنی پوتا ہی ہے کہ جب حقیقت مشکل ہوگی تو مجاز مراد لیا جائے گا۔ اور اگر اس کا پوتا بھی نہ ہو تو کلام بے معنیٰ ہو جائے گا کیونکہ دونوں پر کلام محمول نہیں ہو سکتا اور بے معنی کلام کی مثال یہ بھی ہے کہ اگر مدعا علیہ، مدعی کی نسبت عمر میں بڑا ہے تو وہ اس کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کرے تو اس صورت میں بھی یہ دعویٰ بے معنی ہوگا۔

۳۰۷۔ حقیقت اور مجاز میں جمع کرنا:

یہ بات ممکن نہ ہے کہ ایک ہی لفظ سے بیک وقت حقیقت اور مجاز دونوں مراد لے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ